گیارھواں باب

ختم قرآن پر روشنی کرنا

عامۃ المسلمین کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ ثواب اور روشنی قبر حاصل کرنے کے لئے یوں تو ہمیشہ ہی مگر رمضان شریف یا شب قدر اور ختم قرآن کے دن خصوصیت سے مسجدوں میں چراغاں یعنی دھوم دھام سے روشنی کرتے ہیں۔ مسجدوں کو خوب آراستہ کرتے ہیں۔ وہابیوں کی مسجدیں بے رونق بے نور رہتی ہیں۔ انہیں مسجدوں میں چراغاں کرنے، وہاں زینت دینے کی توفیق نہیں ملتی۔ وہابی مسلمانوں کے اس کار ثواب کو بدعت حرام بلکہ شرک تک کہتے ہیں۔ اس لئے ہم اس باب کی بھی دو فصلیں کرتے ہیں۔ پہلی فصل میں ان مسائل کا ثبوت دوسری فصل میں ان مسائل پر اعتراضات مع جوابات۔ ناظرین سے توقع انصاف اور اپنے رب سے امید قبول ہے۔

پہلی فصل

روشنی مسجد کا ثبوت

مسجدوں میں ہمیشہ روشنی کرنا، خصوصاً ماہ رمضان خصوصاً شب قدر یا ختم قرآن شریف کے دن وہاں چراغاں کرنا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے جس کا بہت ثواب ہے دلائل ملاحظہ ہوں:

(۱) اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

انما یعمر مسٰجد اللہ من اٰمن باللہ و الیوم الاٰخرo (توبہ:۱۸)

ترجمہ: اللہ کی مسجدوں کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ مسجدوں میں جماعات نماز قائم کرنا، وہاں صفائی رکھنا، عمدہ چٹائیاں فرش وغیرہ بچھانا، وہاں روشنی و چراغاں کرنا وغیرہ سب مسجد کی آبادی میں داخل ہیں۔ تفسیر روح البیان نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد بیت المقدس میں کبریت احمر کی روشنی فرماتے تھے۔ جس کی روشنی میں میلوں تک عورتیں چرخہ کات لیتی تھیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسجدوں میں رونق و چراغاں کرنا ایمان کی علامت ہے۔ تو ظاہر ہے کہ مسجدوں کو بے نور بے آباد رکھنا کفار کی نشانی۔

(۲) ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال اول من اسرج فی المساجد تمیم الداری ٥

ترجمہ: وہ فرماتے ہیں کہ جس نے پہلے مسجدوں میں چراغ جلائے وہ تمیم داری صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں روشنی کرنا سنت صحابی ہے۔خیال رہے کہ حضور انور ﷺ کے زمانہ میں چراغ کا عام رواج نہ تھا۔بوقت جماعت کھجور کی لکڑیاں جلا کر روشنی کر لی جاتی تھی۔حضرت تمیم داری نے وہاں چراغاں کیا۔

(۳) ابوداؤد شریف نے حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی:

قالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم افتنا فی بیت المقدس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ایتوہ فصلوا فیه وکانت البلاد اذا ذاك حربا فان لم تاتوہ وتصلوا فیه بابعثوا بزیت یسرج فی قنادیلهٖ ٥

ترجمہ: انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہمیں مسجد بیت المقدس شریف کے متعلق حکم دیں تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس مسجد میں جاؤ اور وہاں نماز پڑھو اس زمانہ میں شہروں میں جنگ تھی تو فرمایا کہ اگر تم وہاں نہ پہنچ سکو اور نماز نہ پڑھ سکو تو ہو تو وہاں تیل بھیج دو کہ وہاں کی قندیلوں میں جلایا جاوے۔

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ایک یہ کہ بیت المقدس کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سفر کرکے جانا سنت ہے۔ہمارے حضور نے معراج میں وہاں تمام نبیوں کو نماز پڑھائی۔خود حضور انور ﷺ اور سارے پیغمبر سفر کرکے وہاں نماز پڑھنے پہنچے۔دوسرے یہ کہ بیت المقدس کی مسجد میں بہت قندیلیں روشن کی جاتی تھیں۔جیسا کہ قنادیل جمع فرمانے سے معلوم ہوا۔تیسرے یہ کہ مسجد میں روشنی کرنے کا ثواب وہاں نماز پڑھنے کی طرح ہے۔یعنی اعلیٰ درجہ کی عبادت اور باعث ثواب ہے چوتھے یہ کہ مسجد میں چراغاں کرنے کے لئے دور سے تیل بھیجنا سنت صحابہ ہے۔

(۴) حدیث امام رافعی محدث نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من بنیٰ للہ مسجدا بنی اللہ لهٗ بیتا فی الجنة ومن علق فیه قندیلا صلی علیه سبعون الف ملك حتیٰ ینطفی ذالك القندیل ٥

ترجمہ: کہ فرمایا نبی ﷺ نے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد بنائے گا۔اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا اور جو مسجد میں قندیل جلائے گا اس پر ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت کریں گے جب تک کہ یہ

چراغ بجھ نہ جائے۔

معلوم ہوا کہ مسجد کی روشنی ستر ہزار فرشتوں کی دعا لینے کا ذریعہ ہے۔

(۵) حدیث ابن بخاری نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من علق فى مسجد قنديلا صلى عليه سبعون الف ملك حتٰى ينطفى ذالك القنديلo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مسجد میں کوئی قندیل لٹکائے تو اس پر ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ قندیل گل ہو۔

معلوم ہوا کہ جیسے مسجد میں چراغ جلانا ثواب ہے۔ایسے ہی مسجد میں چراغ یا تیل یا بتی دینا بھی ثواب ہے۔خواہ ایک چراغ ہو یا بہت۔

(۶) حدیث ابن شاہین محدث نے حضرت ابی اسحاق ہمدانی سے روایت کی:

قال خرج على ابن ابى طالب فى اول ليلة من رمضان و القناديل تزهر و كتاب الله تتلٰى فقال نور الله لك يا ابن الخطاب فى قبرك كما نورت مساجد الله تعالٰى بالقرآنo

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ رمضان کی پہلی شب کو حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے مسجد نبوی میں قندیلیں جگمگا رہی تھیں اور قرآن کی تلاوت ہو رہی تھی تو آپ نے فرمایا: اے عمر ابن خطاب! اللہ تعالیٰ تمہاری قبر روشن کرے جیسے تم نے اللہ کی مسجدوں کو قرآن کے وقت روشن کر دیا۔

(۷) حدیث صحیح البہاری شریف نے بعض محدثین سے روایت کی کہ انہیں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت پہنچی:

انهٗ قال نور الله قبر عمر كما نور علينا مساجدناo

ترجمہ: آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عمر کی قبر روشن کرے جیسے انہوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا۔

ان آخری روایتوں سے معلوم ہوا کہ رمضان شریف میں مسجدوں میں چراغاں کرنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے مروج ہے۔حضرات صحابہ کرام نے اس پر اعتراض نہ فرمایا بلکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس پر انہیں دعائیں دیں۔یہ بھی معلوم ہوا کہ روشنی مسجد سے انشاء اللہ قبر منور ہوگی۔لہٰذا اب جو اس روشنی کو روکتا ہے وہ در پردہ سنت

صحابہ پر اعتراض کرتا ہے۔اس چراغاں کے روکنے والے اپنی قبریں تاریک کررہے ہیں۔

(۸) قرآن رب تعالیٰ ان بند کرنے والوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

ومن اظلم ممن منع مسٰجداللہ ان یذکر فیھا اسمہٗ وسعٰی فی خرابھاo(بقرہ:۱۱۴)

ترجمہ: اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں کو اللہ کے ذکر سے روکے اور ان کی بے آبادی میں کوشش کرے۔

اس آیت میں ان لوگوں پر عتاب ہے جو مسجدوں میں نماز، ذکر الٰہی، تلاوت قرآن، نعت خوانی سے منع کریں۔ اور ان لوگوں پر بھی عتاب ہے جو مسجدوں میں چٹائیاں ڈالنے، فرش بچھانے، روشنی کرنے، چراغاں وغیرہ سے روکیں کہ آبادی میں یہ سب چیزیں داخل ہیں۔

عقلی دلائل: عقل کا تقاضا بھی ہے کہ موجودہ زمانہ میں مسجدوں کو آراستہ کرنا وہاں ہمیشہ یا بعض خصوصی موقع پر چراغاں کرنا اچھا ہے۔کیونکہ آج ہم اپنے مکانوں میں زیب وزینت کرتے ہیں۔بیاہ شادی وغیرہ پر خوب دل کھول کر روشنی و چراغاں کرتے ہیں، عمارتیں سجاتے ہیں۔جب ہمارے گھر آراستگی، چراغاں کے مستحق ہیں تو اللہ کا گھر جو تمام گھروں سے افضل ہے اسے عام گھروں سے زیادہ آراستہ کیا جاوے تاکہ مسجدوں کی عظمت لوگوں کے دلوں میں قائم ہو۔یہ کام احترام مسجد اور تبلیغ دین کا ذریعہ ہے۔

دوسری فصل

اس مسئلہ پر اعتراضات وجوابات

غیر مقلد وہابیوں کے جس قدر اعتراضات اب تک ہم نے سنے ہیں وہ نہایت دیانتداری سے مع جوابات عرض کرتے ہیں۔رب تعالیٰ قبول فرماوے۔

اعتراض ۱: مسجدوں میں چراغاں کرنا فضول خرچی و اسراف ہے اور اسراف سے قرآن کریم میں منع فرمایا گیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

کلوا و اشربوا ولا تسرفوا ج انہٗ لا یحب المسرفینo(اعراف:۳۱)

ترجمہ: کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچوں کو پسند نہیں فرماتا۔

جواب: مسجد کے چراغاں کو فضول کہنا غلط ہے فضول خرچی اس خرچ کو کہا جاتا ہے جس میں کوئی دینی یا دنیاوی نفع نہ ہو مسجد کے چراغ میں مسجد کی زینت ہے جو عبادت اور باعث ثواب ہے۔

اعتراض ۲: جب ایک چراغ سے روشنی حاصل ہو سکتی ہے تو باقی چراغاں بے کار ہیں اور بے کار چراغ فضول خرچی میں داخل ہے:

جواب: جب ایک قمیص و پائجامہ سے ستر حاصل ہو جاتا ہے تو چاہیے کہ اچکن واسکٹ پہننا فضول خرچی اور حرام ہو۔ جب چھ آنہ گز کے گاڑھے سے ستر چھپ جاتا ہے۔ تو چاہئے کہ دوروپے گز کی ململ، لٹھا، چکن، وائل پہننا حرام ہو۔ جب گھر میں دو آنہ کے چراغ سے روشنی حاصل ہو سکتی ہے۔ تو وہاں صد ہا روپیہ خرچ کر کے بجلی فٹنگ کرانا اور گیس کی روشنی کرنا اسراف و حرام ہونا چاہئے۔ جب تھرڈ کلاس سے بھی راستہ طے ہو جاتا ہے تو انٹر بلکہ سیکنڈ، فسٹ میں روپیہ خرچ کرنا حرام ہونا چاہئے۔ جناب ایک دیے سے تو روشنی حاصل ہوتی ہے اور زیادہ چراغوں سے مسجد کی زینت و رونق۔ مسجد کی روشنی بھی عبادت ہے اور وہاں کی زینت بھی عبادت۔

اعتراض ۳: اگر مسجد میں چراغاں کرنا اچھی چیز ہے تو خود نبی کریم ﷺ نے اپنے زمانہ شریف میں مسجد نبوی شریف میں چراغاں کیوں نہ کیا۔ کیا تم حضور سے افضل ہو یا دین کے زیادہ ہمدرد ہو۔ جو کام حضور نہ کریں تمہیں کرنے کا کیا حق ہے:

جواب: اگر واسکٹ، اچکن، اعلیٰ درجہ کی ململیں پہننا اچھا کام ہے تو حضور انور ﷺ نے کیوں نہ استعمال فرمائیں۔ جو کام حضور نے نہ کیا وہ اے وہابیو! تم کیوں کرتے ہو۔ تم اپنے گھروں میں بجلی فٹنگ کیوں کرتے ہو۔ تم اپنے گھروں میں بجلی گیس کیوں جلاتے ہو۔ جناب حضور کے زمانہ شریف میں لوگوں کے گھر بھی سارے معمولی تھے۔ جہادوں کا زمانہ تھا اس طرف توجہ فرمانے کا موقع ہی نہ تھا جب صحابہ کرام کے زمانہ میں لوگوں نے اپنے گھر اچھے بنائے۔ تو فقہاء صحابہ نے سوچا کہ دین تو دنیا سے اعلیٰ ہے اور اللہ کا گھر یعنی مسجد نبوی شریف ہمارے گھروں سے افضل ہے جب ہمارے گھر شاندار ہیں تو اللہ کا گھر بہت شاندار ہونا چاہئے۔ یہ سوچ کر حضرت عثمان نے مسجد نبوی شریف بہت عالی شان بنائی اور وہاں بہت زیب و زینت کی۔ حضور فرماتے ہیں:

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین o

ترجمہ: تم میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت مضبوطی سے پکڑو۔

جیسے حضور کی سنت قابل عمل ہے۔ایسے ہی حضور کے صحابہ کرام کی سنت لائق عمل ۔حضور کے صحابہ نے مسجد نبوی شریف میں چراغاں کیا۔ بلکہ خود حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی مسجد میں چراغاں کرنے کے لئے تیل بھیجنے کا حکم دیا۔

اعتراض۴: ابوداؤد شریف نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ماامرت بتشیید المساجد قال ابن عباس لتز خرفنها کما زخرفت الیهود والنصاریٰ o

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے مسجدیں سجانے کا حکم نہیں دیا گیا۔حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ تم یہود ونصاریٰ کی طرح آراستہ کرو گے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجدیں سجانے کا حکم نہیں ۔ یہ بھی پتا لگا کہ عبادت خانے سجانا یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے نہ کہ مسلمانوں کا طریقہ۔اور ظاہر ہے کہ مسجد میں چراغاں کرنا بھی سجاوٹ ہی ہے لہٰذا یہ بھی منع ہے۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں:ایک یہ کہ اگر اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسجدوں کی زینت اور وہاں چراغاں کرنا منع ہے تو انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر وعثمان رضی اللہ عنہما کو مسجدوں کی زینت دیتے، وہاں چراغاں کرتے دیکھا اور منع نہ فرمایا۔کیا خود ہی اپنی روایت کی مخالفت کی نیز کیا تمام صحابہ کرام اس حدیث کا وہ مطلب نہ سمجھے جو تم سمجھے نیز اس صورت میں یہ حدیث قرآن کریم کے مخالف ہوگی رب تعالیٰ نے مسجد کی زینت وآبادی کو ایمان کی علامت قرار دیا کہ فرمایا: انما یعمر مسٰجد الله الخ (توبہ:۱۸) پتا لگا کہ تم نے حدیث کا مطلب غلط سمجھا۔

دوسرے یہ کہ یہاں ہر زینت کی ممانعت نہیں بلکہ ناجائز ٹیپ ٹاپ پر عتاب ہے جیسے فوٹو تصویروں سے سجانا، اس ہی لئے یہود ونصاریٰ سے تشبیہ دی گئی۔ان کے عبادت خانے تصاویر وفوٹو سے سجائے جاتے ہیں۔یا وہ زینت مراد ہے جو اللہ کے لئے نہ ہو دکھلاوے اور نام ونمود، ریاکاری کے لئے ہو جیسا کہ اگلی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔مگر جو زینت و چراغاں صرف مسجد کے احترام اور رب تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو وہ بہتر ہے۔رب تعالیٰ اپنے اور اپنے محبوب کے کلام کی صحیح فہم نصیب فرمائے۔

اعتراض۵: ابوداؤد،نسائی، دارمی اور ابن ماجہ نے حضرت انس سے روایت کی:

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان من اشراط الساعة ان یتباهی الناس فی المساجدo

ترجمہ: وہ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یقیناً علامات قیامت سے یہ ہے کہ لوگ مسجدوں میں فخر

کریں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کی زینت علامت قیامت ہے۔اس سے اللہ بچائے۔

جواب: اس حدیث کے وہ ہی معنی ہیں جو ہم اعتراض نمبر۴ کے جواب میں عرض کر چکے یعنی فخر یہ مسجدیں بنانا اور شیخی کے طور پر مسجدیں سجانا علامت قیامت ہے کہ ایک محلے والے دوسرے محلّہ والوں کے مقابل میں مسجد کو زینت دے کر انہیں طعنہ دیں کہ ہماری مسجد تمہاری مسجد سے زیادہ آراستہ ہے۔ جناب فخر وریا کے لئے نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اخلاص کی نماز بھی منع ہو جاوے۔

یا حدیث کے معنی یہ ہیں کہ قریب قیامت لوگ مسجدوں میں جا کر بجائے ذکر اللہ کرنے کے دنیاوی باتیں ایک دوسرے کے مقابل شیخی مارا کریں گے۔ یہ سخت گناہ ہے اور اگر حدیث کے وہ ہی معنی ہوں جو تم سمجھے یعنی مسجدوں کی زینت علامات قیامت ہے تو بھی اس سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی قیامت کی ہر علامت بری نہیں۔عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نزول، امام مہدی کا ظہور بھی علامت قیامت ہے۔مگر برا نہیں بلکہ بہت بابرکت ہے۔

اعتراض ٦: مسجدوں میں چراغاں کرنا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی:

جواب: یہ غلط ہے۔ یہ تو سنت صحابہ ہے، جیسا کہ ہم پہلی فصل میں بیان کر چکے ہیں اور اگر یہ بدعت بھی ہو تو ہر بدعت حرام ہے نہ گمراہی، بخاری شریف چھاپنا بدعت ہے مگر حرام نہیں بلکہ ثواب ہے۔ حدیث کا فن اس کی قسمیں بدعت ہیں مگر حرام نہیں، بدعت کی نفیس تحقیق اسی جاء الحق کے پہلے حصہ میں دیکھو جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ آج کلمہ و نماز بلکہ ساری عبادتوں میں بہت بدعتیں شامل ہیں ان بدعتوں پر ثواب ہے۔